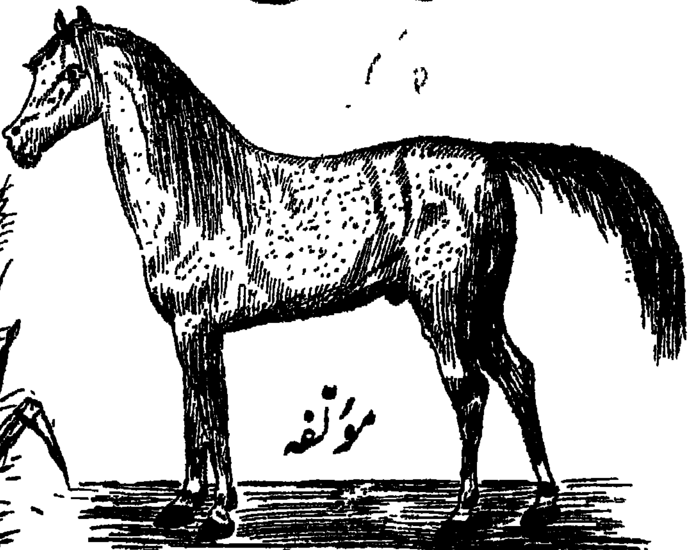
نسل کشی اسپاں



مؤلفہ

عبدالقادر خاں بادوزئی پراونشل درباری و زمیندار
ملتان خلف نواب حاجی عاشق محمد خانصاحب مرحوم

ملتان

سنہ ۱۹۱۳ء

فہرست مضامین کتاب نسل کشی اسپاں

نمبرشمار	مضامین	صفحہ
۱	تمہید	۵
۲	ہمیشہ عمدہ گھوڑا یعنی سانڈ تلاش کرو۔	۱۰
۳	بچہ کشی کی گھوڑیاں۔	۱۴
۴	گھوڑیوں کو کب ملائی کرانا چاہیئے۔	۱۵
۵	ایام حمل۔	۱۹
۶	بچہ پیدا ہونے پر کن امور کا خیال رکھنا چاہیئے۔	۲۳
۷	بانجھ گھوڑیاں۔	۲۸
۸	گھوڑے کی عمر دریافت کرنا۔	۳۱
۹	بچہ کی حفاظت۔	۳۲
۱۰	تجارت وفوائد۔	۳۶
۱۱	گھوڑےکے خواص۔	۳۹
۱۲	گھوڑے کی چال درست کرنا۔	۴۲
۱۳	عام بیماریوں کا علاج۔	۴۶
۱۴	خاتمہ۔	۵۱
۱۵	حکایت۔	″

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

تمہید

یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ تمام جانوروں میں جن سے انسان کا تعلق ہے۔ گھوڑا سب سے زیادہ بانکا اور خوبصورت جانور ہے۔ گذشتہ زمانے میں جب کہ بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ گھوڑا انسان کا سب سے بہتر رفیق سمجھا جاتا تھا۔ تواریخ میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ جب سوار کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اس وفادار نے آڑے وقت میں انکی جان بچائی۔ اب بھی گھوڑے گھوڑیوں کی ضرورت بدستور ہے۔ خواہ کوئی افسر ہے۔ یا زمیندار۔ تحصیلدار ہے یا تھانہ دار۔ اُس کا بغیر سواری کے گذارہ نہیں۔ اگرچہ ریل موٹر کار۔ بائیسکل وغیرہ کے رواج پانے سے اسپ کی ضرورت

کسی قدر کم ہے۔ مگر امیروں کی فٹن۔ٹانگا۔ ٹم ٹم وغیرہ میں
ان کی مانگ پہلے سے بہی کہیں زیادہ ہے۔ اور امیروں سے قطع
نظر چہوٹے بڑے زمینداروں کا اس کی موجودگی کے بغیر
کام نہیں چل سکتا۔ سرکار دولت مدار کو رسالوں وغیرہ کے
واسطے ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔ گورنمنٹ عالیہ ہر سال
جلسہ اسپاں پر سینکڑوں روپے انعام تقسیم کرتی ہے۔ تاکہ
لوگوں کو اس کی اعلےٰ نسل بڑہانے اور عمدہ طور پر پرورش
کرنے کا شوق پیدا ہو۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستانی
بہائی اُسی لکیر کے فقیر ہیں۔ مُلک میں ہر مقام پر گہوڑے گہوڑیاں
موجود ہیں۔ مگر جو بچہ کشی کے واسطے ہیں۔ اُن سے سخت سے سخت
کام لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ ابہی نوعمر ہوتی ہیں۔ کہ اُن پر
سواری کی جاتی ہے۔ اور ایک جہوڑ دو دو آدمی سوار ہوتے
ہیں۔ اور پرورش عمدہ طور پر نہیں کیجاتی۔ ہمارا اس پمفلٹ لکہنے
کا منشا یہ ہے۔ کہ لوگوں کو اسپ مادہ کی پرورش کا شوق پیدا ہو
اور ملک میں اعلےٰ نسل کے بچہیرے اور بچہیریاں کثرت سے
نظر آئیں۔ اگر زمینداروں نے جنکے واسطے یہ مختصر ہدایات لکہی
جاتی ہیں۔ شوق سے انکو پڑہا۔ اور عمل کیا۔ تو ہم بہت خوش

ہونگے۔ اور یہی سمجھینگے۔ کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی۔ گھوڑے کی تمام بیماریوں اور دیگر باریک امور پر بحث نہیں کی جائیگی۔ صرف ضروری امور بھرائی و پرورش وغیرہ کے متعلق درج کئے جائینگے۔

واضح رہے۔ کہ سرکاری سانڈ بصرف کثیر متعلق محکمہ آرمی ریمونٹ و ڈسٹرکٹ بورڈ ہر اضلاع میں سرکار دولت مدار نے اس غرض سے رکھے ہوئے ہیں۔ کہ زمینداران یا دیگر گھوڑے پالنے والے اشخاص ان سے گھوڑیاں ملاکر ایک عمدہ نسل قائم کریں۔ جو اونکے اپنے لئے اور سرکار کے لئے فائدہ مند ہو۔ اور رفتہ رفتہ دیسی ناکارہ نسل کو نیست و نابود کر دیا جاوے اور اس وجہ سے دیسی ٹٹوؤنکو ایک وسیع پیمانے پر اختہ کرنے کا کام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سرکاری سانڈ جو بڑی احتیاط سے تجربہ کار ویٹنری ڈاکٹروں کے معرفت خرید کئے جاتے ہیں۔ ہمارے دیسی سانڈوں سے بدرجہا اچھے ہیں۔ اور ان سے کہ جو نسل پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے دیسی نسلوں سے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہو چکی ہے۔ بعد کئی پشتوں کے بشرطیکہ سرکاری سانڈوں کی دوغلی نسلوں سے

ملائی کراتے جاویں۔ تو ایک ایسی عمدہ نسل قائم ہوجاویگی۔ جو ملک عرب اور یورپ کا مقابلہ کر سکیگی۔ ولایت میں جو خاص خاص نسلیں قائم کیجا چکی ہیں۔ وہ کئی صدیوں تک اسی عمل کو کام میں لانیسے قائم ہوئی ہیں۔ سرکاری مبصرین کے نگاہونمیں صرف وہی گھوڑے پسندیدہ ہونگے۔ جو اونکے اپنے سانڈوں کی پیدائش ہونگے۔ اور جنھوں نے اونکی تجویز کردہ طریقہ پرورش سے نشوونما حاصل کی ہوگی۔

ہمکو کبھی یہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ ہمارے دیسی نسلوں کو وہ پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں۔ خال خال جانور دیسی نسل کے گو ہمارے ملک میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں۔ کہ جنکو یورپین مبصرین نیم دلی سے پسند کر لیتے ہیں۔ مگر یہ ایسا ہے۔ کہ النادر کالمعدوم۔

افسوس ہے کہ یہ ہماری کم توجہی کا نتیجہ ہے۔ کہ سرکار نے ہمکو طرح طرح کے انعامات کی ترغیبیں دینے کے بعد نسل کشی اسپاں کیواسطے اپنے اسٹنڈ قائم کر لئے ہیں۔ تاکہ اُن کو عمدہ جانور فوجی ضروریات کے واسطے بآسانی مہیّا ہوسکیں۔ اور اسی وجہ سے دن بدن سرکاری خرید میلوں کے موقعوں پر کم ہوتی

جاتی ہے۔جس سے ہماری تجارت اسپاں کو اخیر میں آکر کے ایک بڑا بھاری نقصان عائد ہوگا۔

لیکن ہم نہیں جاگتے۔اور نہ سرکار کے ساتھہ اوسکی ضروریات میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔جو کہ ہمارا ایک بڑا بھاری فرض ہے۔

افسوس ہے۔کہ ملک ہند باوجود ایک زراعتی ملک اور اس قدر زرخیز ہونیکی عمدہ اسپان کی نسل نہ بڑھا سکے اور سرکار کو ملک آسٹریلیا سے گھوڑے اور چین سے خچر اپنے ضروریات کیواسطے منگوانے پڑیں۔

خچّروں کی مانگ فوجوں کے واسطے روز بروز زیادتی پر ہے۔اور ہمارا ملک اسکو پورا نہیں کرسکتا۔حالانکہ خچرونکی پیدائش کیواسطے قیمتی گھوڑیوں کے پالنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔معمولی چھوٹے قد کی گھوڑیاں جو زمینداروںکی روزمرّہ استعمال میں رہتی ہیں۔اگر سرکاری گدہوں سے ملائی جاویں تو اچھی خچر پیدا کرسکتے ہیں۔صرف ایک سال کی عمر کا خچر ایک سو روپیہ یا اس سے کچھ زیادہ پر باآسانی فروخت ہوسکتا ہے۔پس آپکی گھوڑی آپ کو سواری بھی بدستور دیتی رہے گی۔اور سالانہ آپ کی خدمت کا حق بھی ادا کرجائیگی۔

ہمیشہ عمدہ گھوڑا یعنی سانڈ تلاش کرو

سب سے بڑا نقص جو ہمارے ملک میں ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ عام زمیندار جب دیکھتے ہیں۔ کہ اُنکی گھوڑی بیگ یا النگ کیحالت میں ہے۔ تو وہ کوئی عمدہ سانڈ تلاش نہیں کرتے۔ بلکہ جونر گھوڑا گاؤں میں مفت ملجاتا ہے۔ اُسی سے اپنی گھوڑی کو ملائی کراتے ہیں۔ بلکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جب گھوڑی مستی کے عالم میں آتی ہے۔ تو وُہ خود بخود کسی گھوڑے سے جُفتی ہوجاتی ہے۔ مالک کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ کہ وُہ کون سا گھوڑا تھا۔ اور اسکی عمر طاقت وغیرہ کیا تھی۔ بہت دفعہ دیکھا گیا کہ ایک اعلےٰ درجہ کی گھوڑی ایک ادنے درجہ کے ٹٹو سے خود بخود ملجاتی ہے۔ اس سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ اُسکی نسل سے کیسا بچہ پیدا ہوگا۔ ہمیشہ چاہیئے کہ سرکاری سانڈ سے جو ہر تحصیل میں موجود ہیں۔ گھوڑی کو ملائی کرایا جاوے۔ اور اگر ایسی مجبوری ہو۔ تو کم سے کم کوئی عمدہ نسل کا سانڈ گھوڑا جو تنومند درازقد اور جوان عمر خوبصورت رنگ کا ہو۔ اسی سے گھوڑی کو ملانا چاہیئے۔ عام طور پر سرکار نے دو قسم کے سانڈ تجویز کئے ہیں

عرب نسل کا گھوڑا - تھارو برڈ - یہ دونوں سانڈ اپنی اپنی جگہ پر نہایت قابل تعریف ہیں - عربی گھوڑے کی کوئی کیا تعریف کرے - اس سے زمانہ واقف ہے - ع

جنس تازی کی سب سے بہتر ہے کہ اصیل و نجیب و خوشتر ہے

چونکہ اس کی اصل گرم ممالک سے ہے - اسواسطے ہندوستان کی گرمی سردی کا خوب مقابلہ کرتا ہے - برخلاف دوسرے سانڈ تھارو برڈ کے جو گرمی کا متحمل نہیں ہے - یہی سبب ہے - کہ یہ سانڈ گرمی کے دنوں میں سرد مقام پر بھیجدیئے جاتے ہیں - اسٹریلین تھارو برڈ انگریزی سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتا ہے - مگر اس میں بھی عرب کی طرح گرمی سردی کے برداشت کی پوری طاقت نہیں ہے - پنجاب میں ڈیرہ غازیخاں اور بعض اور مقامات کی نسل کے گھوڑے اچھے ہیں - مگر عرب کا مقابلہ نہیں کر سکتے ولایت میں بھی پہلے یہی کیفیت تھی - جو ہندوستان کی ہے - مگر اب وہاں عمدہ عمدہ نسلیں پیدا ہو گئی ہیں - گورنمنٹ اس بارہ میں خاص شکریہ کی مستحق ہے - کہ اس نے اپنی فیاضی سے اس اشرف الحیوانات یعنی گھوڑے کی نسل بڑھانے اور ترقی دینے کے واسطے بہت سا انعام زر نقد اور تمغے مقرر کئے ہیں -

مگر ہمارے ہندوستانی بھائی بہت سُست ہیں بہت سے لوگ یہ عُذر ہی کرتے ہیں۔ کہ ہم سے اب گھوڑوں کی پرورش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ غلہ و گھاس پہلے سے بہت گراں ہو گیا ہے اور گھوڑے گھوڑیوں کی پرورش پر گھر کو جہاڑو دینی پڑتی ہے۔ اسکے جواب میں ہم فقط یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ بالفرض تمہارا کہنا راستی پر ہے۔ کہ غلہ و گھاس کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ مگر یہ غلہ و گھاس تو تمہاری دولت ہے۔ کوئی اہلکار جو زمیندار نہیں۔ اُسے واقعی بہت تکلیف ہوگی۔ کہ وہ گھوڑیوں کی پرورش پر بہت سا روپیہ خرچ کرے گا۔ مگر زمینداروں کو غلہ کی کمی ہے یا گھاس کی۔ علاوہ ازیں اگر غلہ و گھاس گراں قیمت ہے تو اب گھوڑے گھوڑیوں کی قیمت بھی تو اسی نسبت سے بڑھ گئی ہے۔ اب سے چالیس سال پہلے جو ٹٹو بیس روپے کو فروخت ہوتا تھا۔ اب وہ ایک سو روپیہ سے کم قیمت کو ہاتھ نہیں آتا۔ پھر اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔

ہمارے ملک میں جہاں بچہ کشی کے واسطے عمدہ سانڈ کی تلاش نہیں کیجاتی۔ وہاں یہ نقص مستزاد ہے۔ کہ سانڈ کی عمر کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ سو واضح ہو۔ کہ نر گھوڑے کو جبکی

عمر ۴ سال سے کم ہو۔ ہرگز گھوڑی سے نہ ملایا جاوے۔ کیونکہ اُسکی طاقت بہت جلدی کم ہوتی چلی جائیگی اور بچے بھی اس سے کمزور پیدا ہونگے۔ اگر سانڈ گھوڑے کی عمدہ پرورش ہوتی رہے۔ اور اوسط ملائی سالیانہ بھی اندازہ سے زیادہ نہ ہو۔ تو بیس سال کی عمر تک گھوڑے اچھے بچے دیتے ہیں اور اسکے بعد اکثر گھوڑیاں تخم سے خالی جاتی ہیں۔ اور اگر حمل ٹھیرے بھی۔ تو بچہ بہت کمزور۔ بُزدل۔ ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے۔ ہمارے مُلک میں سرکار نے نسل کشی کے واسطے دو ہی قسم کے سانڈ رکھے ہوئے ہیں۔ جن کا اوپر ذکر آچکا ہے اور ان کی عمر اور طاقت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اسواسطے عوام الناس اور زمینداروں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ سرکاری نسل کے سانڈ سے اپنی گھوڑیوں کو ملائیں۔ اور کم حیثیت اور کمزور اور ناقص قسم کے گھوڑوں سے نہ ملائیں۔

گھوڑیوں کی بچہ کشی کی عمر کا بھی لحاظ ضروری ہے۔ سب سے عمدہ عمر گھوڑیوں کی بچہ دینے کے واسطے چھ سال سے ۱۲ سال تک ہے۔ اور جو گھوڑی ۴ سال سے کم عمر کی ہو۔ اُسے گھوڑے سے نہ ملانا چاہیئے۔ ولایت میں چھوٹی عمر کی گھوڑیوں سے بچہ کشی

کراتے ہیں۔ مگر یہ قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ خصوصًا ہندوستان میں بچھیرے بہت دیر میں تیار اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اسواسطے کم عمر کی مادیاں سے بچہ کشی نہ کرانی چاہیئے۔ ورنہ نسل بہت کمزور ہوگی۔ اور باوجود بہت خرچ کرنے کے کچھ فائدہ کی اُمید نہیں ہے۔ یہ بات ہر ایک سمجھ دار آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اور نسل انسان کی مثال ہر وقت سامنے موجود ہے۔ پس بہتر ہے۔ کہ کم عمر کی گھوڑیوں کو سانڈ سے نہ ملانا چاہیئے۔ بلکہ ان کی اچھی طرح پرورش اور نگہبانی کرنی چاہیئے۔

بچّہ کشی کی گھوڑیاں

جن گھوڑیوں سے بچہ کشی کا کام لینا مطلوب ہو۔ اُن سے سخت کام نہ لینا چاہیئے۔ بعض بے سمجھ بہت سخت محنت لے کر ان گھوڑیونکو کمزور کر دیتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن کو تھان پر باندھکر بہت موٹا اور سست کر دیا جاوے کیونکہ یہ بات تجربہ میں آچکی ہے۔ کہ بہت موٹی اور فربہ گھوڑی ہو یا بھینس یا گائے۔ وہ اوّل تو حاملہ نہیں ہوتی۔ اور اگر حاملہ

ہوتی ہے - تو بچہ کمزور پیدا ہوتا ہے۔ نسل انسان میں بھی یہ امر ظاہر ہے۔ کہ جو عورت بہت فربہ ہو۔ تو اسکی اولاد نہیں ہوتی - وجہ یہ ہے۔ کہ رحم پر چربی آجاتی ہے۔ یہی کیفیت گھوڑی کی ہے۔ ولایت میں چھ ماہ کی عمر والی گھوڑیوں سے بھی بچہ کشی کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر یہ قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ اگر بالفرض ہم نے پرورش بھی بچھیریوں کی اچھی طرح کی ہو۔ مگر جلدی کمزوری کا کیا علاج ہے۔ اس کا اثر باقی رہیگا - اور بچے نکمے اور کمزور پیدا ہونگے۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ بچہ کشی کی گھوڑیاں عمر میں تین چار سال سے کم نہ ہوں۔ اور بہت فربہ اور بہت لاغر نہیں ہونی چاہئیں۔

گھوڑیونکو کب ملائی کرانا چاہیئے

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ گھوڑیوں کو کب ملائی کرانا چاہیئے یعنی کون سا موسم یا وقت مناسب ہے۔ جس میں اُن کو نر گھوڑے سے ملایا جاوے۔ اسکے متعلق مختصر یہ ہے۔ کہ جب گھوڑی "بگی" یعنی مستی کے عالم میں ہو۔ اُسوقت اُسے کھمرانا چاہیئے۔

یہ ایک خاص حالت ہے۔ جو عام جانوروں میں پائی جاتی ہے
مثلاً سگ مادہ کو کاتک میں مستی آتی ہے۔ شتر کو موسم سرما
میں وغیرہ وغیرہ۔

پس جب گھوڑی میں النگ کی علامات ظاہر ہوں۔ تو
اسوقت تدارک کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ اگر اسوقت مالک
نے توجہ نہ کی۔ تو گھوڑی خود بخود بے صبر ہو کر نر گھوڑوں کے
پاس جائیگی۔ اور جفتی ہو جائیگی۔ گھوڑی ملانے کا قدرتی وقت
بھی یہی ہے۔ اسوقت قدرتی طور پر گھوڑی حاملہ ہونیکے واسطے
تیار ہوتی ہے۔ بعض اشخاص مصنوعی طریقوں سے گھوڑی
کو النگ کیحالت میں لاتے ہیں۔ اور بعض ٹٹو دکھا کر گھوڑی
کو راغب کرتے ہیں۔ مگر عمدہ وقت گھوڑی ملانے کا وہی ہے
جو قدرتی اور فطری ہے۔ علامت النگ کی حسب ذیل ہے۔
گھوڑی کا بے چین ہونا۔ اچھلنا۔ کودنا۔ نر سے رغبت۔ اُسکی
طرف بھاگنا۔ خوراک کا کم و بیش ہونا۔ اندام نہانی کا کھلنا اور
بند ہونا۔ اور اس سے سفید رطوبت کا خارج ہونا۔ مقام مخصوص
کا اندر سے سرخی مائل ہونا۔ پیشاب کی خواہش مگر پانی کم نکلنا
جو پانی مقام پیشاب سے نکلتا ہے۔ سانڈ گھوڑا اُس کی بُو سونگھ

کر مست ہو جاتا ہے۔ عموماً گھوڑیاں موسم گرما میں گرم ہوتی ہیں یعنی اُن میں اوپر کی کیفیت طاری ہو کر جفتی ہونیکی خواہش ہوتی ہے۔ موسم برسات میں بھی بعض النگ پر آجاتی ہیں۔ مگر جاڑے میں بہت کم۔ لیکن ملائی کرانے کا عمدہ موسم سرما ہے ؎

گھوڑا دینے کا سب سے بہتر روز ۔۔۔ فصل سرما ہے اے ہنر افروز

اہل فارس سے یہ حکایت ہے ۔۔۔ چیت پھاگن کا دن نہایت ہے

زیادہ تر یہ معاملہ خوراک کی تاثیر پر بھی ہے۔ ماہ فروری سے لیکر جولائی تک اچھا موسم ہے۔ جب گھوڑی گرم ہو۔ تو عمدہ سانڈ سے اُسے ملانا چاہیئے۔ اگر گھوڑی میں قدرتی خواہش نہ ہوگی۔ اور جبراً اُس پر گھوڑا اڈا لا جائیگا۔ یا کم و بیش خواہش ہوگی۔ تو عموماً حاملہ نہ ہوگی۔ اکثر گھوڑیاں چار پانچ یوم مستی میں رہتی ہیں۔ اور بعض گھوڑیاں تو دو ہفتہ تک اسی طرح نر کی خواہش میں بیچین رہتی ہیں۔ کہ دانہ گھاس بھی چھوٹ جاتا ہے۔

اگر کوئی گھوڑی گرم نہ ہوتی ہو۔ تو داناؤں اور تجربہ کاروں نے اسکے واسطے بہت سی تجاویز لکھی ہیں۔ مختصر یہ ہے۔ کہ انکو نر گھوڑوں میں چند روز باندھیں۔ اس سے قدرتی طور پر اُن میں خواہش پیدا ہوگی۔ ساتھ ہی اُس کی غذا گرم ہونی چاہیئے۔

زینت الخیل میں درج ہے۔ ے

ہو نہ النگ میں اگر گھوڑی	باسی روٹی کھلا اُسے تھوڑی
اُسکو دو چار دن کھلائے جاں	تا کہ النگ اس کا ہو امکاں
یا پکا کر مستور اور بیگن	سیر بھر وزن میں ہوئے ہر فن
وزن دونو کا برابر ہو	تین دن تک کھلائے تو اسکو

یا بادام کی گری روٹی کے ٹکڑے میں رکھکر کھلانے سے بھی گھوڑی گرم ہو جاتی ہے۔ پہلے دن بادام کی نصف گری سے شروع کرنا چاہیئے۔ جب النگ کے علامات نمودار ہوں۔ تو ایک آدھ دن صبر کرنا چاہیئے۔ تاکہ پورے طور پر مست ہو جاوے۔ اسوقت سانڈھ سے ملانا چاہیئے۔ ساٹھ فی صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ گھوڑیوں کی عادت ہے۔ کہ وہ حاملہ ہونے کے بعد دوبارہ النگ پر آجاتی ہیں۔ اُسوقت مالک حیران سا ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر ٹھنڈے پانی کے چھینٹیں مقام نہانی پر کئی روز تک ماریں تو شہوت کم ہو جاتی ہے۔ اور النگ دور ہو جاتا ہے۔ النگ کے انتہائی درجہ کی یہ علامت ہے۔ کہ سانڈ دیکھتے ہی بیتاب ہو جاتا ہے لیکن واضح ہو۔ کہ جب گھوڑی کو ملانا منظور ہو۔ تو قبل تین یوم گھوڑا کسی اور مادہ پر نہ ڈالنا چاہیئے۔ بلکہ بہتر ہے۔ کہ کوئی

گھوڑی تین یوم تک اُسے دکھلائی ہی نہ جاوے۔ یاد رہے۔ کہ گھوڑی کو ایک دفعہ ہی ملانا کافی ہے۔ جو لوگ دودو اور تین تین دفعہ گھوڑی کو ملاتے ہیں۔ اُنکی غلطی ہے۔ اس حرص سے سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں۔ بعض لوگ سرکاری سانڈ سے اسواسطے گھوڑیوں کو نہیں ملاتے۔ کہ چند میل کا فاصلہ کیوں طے کیا جاوے۔ یا دوچار آنے سائیس کو دینے پڑینگے۔ مگر یہ زمینداروں کی سخت غلطی ہے۔ اپنے فائدہ اور عمدہ مال کی بدولت کتنا ہی دور جانا پڑے۔ دریغ نہ کرنا چاہیئے۔

ایامِ حمل

یہ دن گھوڑی کے واسطے بڑی احتیاط کے ہیں۔ تاکہ بچہ جو پیٹ میں ہے۔ بخوبی تنومند پیدا ہو۔ اسواسطے ضروری ہے۔ کہ حاملہ گھوڑیوں کی خاص طور پر پرورش کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جب گھوڑی النگ پر ہو۔ اور انہی دنوں سانڈ سے ملائی جاوے۔ اور اُسکے بعد النگ پر نہ آوے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ گھوڑی حاملہ ہے۔ لیکن بعض گھوڑیاں باوجودیکہ حاملہ ہوتی ہیں۔ مگر سانڈ کی آواز سے پھر النگ پر آجاتی ہیں۔ اسواسطے ضروری ہے

کہ جہانتک ہو سکے۔ سانڈ کی آواز مادہ گھوڑی کو نہ سُنائی دے ورنہ حمل گر جانے کا خوف ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر حمل تھوڑے عرصہ کا ہے۔ اور گر جاوے تو گھوڑی کی جان کو نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اسقاط اسوقت ہوجاوے۔ جبکہ چند ماہ حمل کو ہو چکے ہوں۔ تو پھر گھوڑی کی جان بھی خطرہ میں ہوتی ہے اور تکلیف علاوہ کتابوں میں بہت سی علامات حمل دریافت کرنے کی لکھی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک آدھ ماہ حاملہ گھوڑی کی شناخت کرنا بہت دشوار ہے۔ اگرچہ تجربہ کار سلوتری اور دانا زمیندار جن کی عمر اسی کام میں گذری ہے۔ فوراً بتا دیتے ہیں۔ کہ وقت بھرائی کے گھوڑی حاملہ ہوئی یا نہیں۔ بعض شخص جب یہ دیکھتے ہیں۔ کہ نر گھوڑے سے اتکی گھوڑی جفتی کھا کر حاملہ نہیں ہوتی۔ یا حاملہ ہو کر پھر اسقاط ہوجاتا ہے۔ تو وہ اُسے سرکاری گدھے سے جو تحصیل میں موجود ہوتا ہے۔ ملاتے ہیں۔ اس عمل سے حمل تو ٹھیر جاتا ہے۔ مگر گھوڑی اسقدر کمزور ہوجاتی ہے۔ کہ پھر بچہ کشی کے کام کی نہیں رہتی۔ اور گھوڑے سے حاملہ نہیں ہوتی۔ جب گھوڑی حاملہ ہوجاوے۔ تو اُس سے سواری کی زیادہ مشقت نہ لینی چاہئے۔ لیکن سواری کرنی منع نہیں ہے

جب تلک حاملہ رہے گہوڑی ہے سواری ولیک ہو تہوڑی

جو گہوڑیاں بدمزاج ہوتی ہیں۔ حاملہ ہونے پر خراب ہوجاتی ہیں۔ اور جسقدر بچہ پیدا ہونے کے دن قریب ہو آتے ہیں سست ہوتی چلی جاتی ہیں۔ چلنے پہرنے کو ناپسند کرتی ہیں۔ حاملہ گہوڑی کی خوراک زیادہ ہوجاتی ہے۔ پیٹ اس کا پہولتا جاتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کمان کی شکل ٹیڑہی اور کہچی ہوئی ہوجاتی ہے۔ اور یہ جوان گہوڑی کی علامت ہے۔ بوڑہی گہوڑیاں حمل کی علامت کو جلد ظاہر نہیں ہونے دیتیں۔ ہاں تین چار مہینے بعد بخوبی معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ گہوڑی حاملہ ہے۔ یہ بہی دیکہا گیا ہے۔ کہ پہلی دفعہ جو گہوڑی حاملہ ہوتی ہے۔ تو اس کا بدن بہت فربہ نظر آتا ہے۔ چند روز بعد پہر اصلی حالت پر آجاتا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جسوقت تین چار ماہ گذر جاتے ہیں۔ تو خاصہ پیٹ نظر آتا ہے۔ جب بچّہ دینے سے دو تین ماہ رہ جاتے ہیں۔ تو حاملہ گہوڑی کے تہنوں سے پیلے رنگ کا رس نکلتا ہے۔ اور پیشاب کا رنگ بہی بدل جاتا ہے۔ اندام نہانی کی سطح بہت موٹی ہوجاتی ہے۔ جب بچّہ دینے کے دن قریب آجاتے ہیں۔ تو رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے بہت سے

زمینداروں کو بہی فکر زیادہ ہوتی ہے۔ کہ آیا گہوڑی حاملہ ہے یا نہیں۔ اسکی پہچان یہ ہے۔ کہ جب گہوڑی صبح کو دانہ کہاتی ہو۔ تو اسکی پیٹھ کے نیچے ہاتھ سے دباؤ۔ اگر کوئی سخت شئے معلوم ہو۔ تو جان لو۔ کہ گہوڑی گابھن ہے۔ ٹھنڈا پانی ڈالنے سے بہی بچہ جس میں جان پڑ گئی ہو۔ متحرک ہوتا ہے۔ اسی طرح گیلا کپڑا گہوڑی پر لگانے سے بچہ ہلتا ہے۔ اسکے علاوہ اور بہی کئی علامات ہیں۔ جنکا لکھنا یہاں باعث طوالت ہے۔

سب سے عمدہ اور آسان طریقہ شناخت حمل کا یہ ہے۔ کہ ہفتہ میں ایک دفعہ گہوڑیکے پیٹ کو نیچے سے ہر دو بہوری کے نشان سے جو پیٹ کے دونوں طرف سے ہوتی ہیں۔ ایک تاگے سے ناپیں اور وہ تاگہ رکھ دیں۔ دوسرے ہفتہ پہر اوسی طرح اوسی تاگے سے ناپیں۔ اگر حاملہ ہوگی۔ تو وہ تاگا چھوٹا ہوتا جاویگا۔ اگر حاملہ نہیں۔ تو وہ تاگا ہر ہفتہ برابر رہیگا۔ اور یہ عمل شناخت کا ایک ماہ ملائی کے بعد کرنا چاہیئے۔

میعاد حمل گیارہ ماہ گیارہ یوم بیان کیجاتی ہے۔ اور بعض اوقات اس سے کم یا زیادہ روز بہی ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر رمینٹ صاحب وٹرنیری سرجن نے لکھاہے۔ کہ کم میعاد

۳۰۷ یوم اورزیادہ سے زیادہ ۳۹۴ یوم تک ہے۔ اورجوان گھوڑی بہ نسبت ضعیف گھوڑی کے زیادہ روزحاملہ رہتی ہے۔

جس طرح ایام حمل میں گھوڑی سے زیادہ محنت لینی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اسے تھان پر باندھ رکھنا بھی بہتر نہیں ہے خصوصاً ساتواں ماہ جب حمل کو ہو۔ تو گھوڑی کو پانچ دن سے زیادہ ایکدم باندھکر نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے۔ کہ بچہ دینے کے روز تک ہمیشہ گھوڑی چند میل چلتی پھرتی رہے۔ اورچراگاہ میں بخوبی کھُلی چرے اور پھرے۔ لیکن واضح ہو کہ حاملہ کو بہت نہیں دوڑانا چاہیئے۔ اورکسی نالی یا گڑھے یا دیوار سے نہ کُدانا چاہیئے۔ کیونکہ ان سب باتوں سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہے۔

بچّہ پیدا ہونے پرکن امور کا خیال رکھنا چاہیئے

جب گھوڑی کے ایام حمل ختم ہونے پر آئیں۔ تو اسکی احتیاط سے نگرانی کرنی چاہیئے۔ زیادہ گرمی اورنہ زیادہ سردی سے بچانا چاہیئے۔ اوربہت ٹھنڈا پانی نہ پلانا چاہیئے۔ اورنہ شبنم سے بھیگا ہُوا گھاس کھلانا چاہیئے۔ حاملہ گھوڑی جس جگہ باندھی

جاوے۔ اس مکان کا دروازہ کشادہ ہو۔ تاکہ اُسے آمدورفت
میں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ بہتر ہوگا۔ کہ جب گھوڑی کے
بچہ دینے کا وقت آئے۔ تو اور جانور اسکے پاس نہ ہوں۔
اگر چند گھوڑیاں ایسی ہوں۔ کہ انکے ساتھ ہی وہ گھوڑی چرا
کرتی ہو۔ یا ساتھ باندھی جاتی ہو۔ تو یہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔
کہ وہ ایسی جگہ اُس سے دُور باندھی جاویں۔ کہ وہ حاملہ گھوڑی
اُنکو دیکھ سکے۔ کیونکہ صحبت اور محبت عجب چیز ہے۔ خصوصًا گھوڑیوں
کی رفاقت اور دوستی تو مشہور اور زبان زد عوام ہے اس
واسطے اُسکے ساتھ والی گھوڑیوں کو بالکل دور کر دینا مناسب
نہیں ہے۔ اگر خدانخواستہ گھوڑی کو اسقاط ہو جاوے۔ یا مرا
ہوا بچہ پیدا ہو۔ تو بچہ کو فورًا دبوا دینا چاہیئے۔ یا جلا دینا چاہیئے
اور دیگر حاملہ گھوڑیوں کو اُس تھان سے ایک مہینہ تک دُور
رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اسقاط کا اثر دوسری حاملہ گھوڑیوں پر
بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہی کیفیت فرقہ اناث میں ہے۔ اور مستورات
کو اس امر کا بڑا خیال ہوتا ہے۔ کہ وہ حاملہ عورت کو کبھی ایسی عورت
کے سامنے نہیں آنے دیتیں۔ جسکا اسقاط ہو چکا ہو۔ یہ ایک میسمریزم
کا اثر ہے۔ اور تجربہ اس امر کا شاہد ہے۔ اسی طرح حاملہ گھوڑی

کو تیز دوائی یا سخت جلاب دینا منع ہے۔ جب گھوڑی بچہ دیتی ہو۔ تو کسی طرح کا دخل نہیں دینا چاہیئے۔ اگر ضرورت نگہبانی کی ہو۔ تو نگہبان ایسی جگہ رہے۔ کہ گھوڑی کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔ بچہ کے پیدا ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ اور کسی امداد کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی طرح کی رکاوٹ ہو جاوے تو تجربہ کار آدمی کی امداد لینی چاہیئے۔ اور اس بارہ میں سلوتری اور گھوڑوں کے ڈاکٹر سے بڑھکر کوئی تجربہ نہیں رکھتا۔ اُن سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ گھوڑی کا بدن اچھی طرح پونچھ لینا چاہیئے۔ اور وضع حمل کے بعد اسکے پیٹ کو باندھ لینا چاہیئے۔ ورنہ گھوڑی کا پیٹ پھولا ہوا رہیگا۔ گھوڑیکو دلیا دینا چاہیئے۔ اگر موسم سرد ہو۔ تو کمبل سے پیٹ لینا چاہیئے کیونکہ وضع حمل کے بعد گھوڑیکو سردی لگنے کا احتمال رہتا ہے

جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو جیسا کہ عام جانوروں کا خاصہ ہے۔ گھوڑی اُسے چاٹتی ہے۔ اس سے بچہ کا خون متحرک ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا کی ہوا کھا کر چاق و چست ہو جاتا ہے۔ اگر بالفرض گھوڑی اُسے نہ چاٹتی ہو۔ تو اُسپر گڑ یا شیرا لگا دیں۔ اُسے چاٹنا شروع کرتی ہے۔ اگر بچہ ایسا ہے۔ کہ ابھی اُس کا

بچہ دان اُسکے اُوپر سے نہیں اوترا۔ تو آہستہ آہستہ بچہ دان
کو پھاڑ کر پھینکدینا چاہیئے۔ اسکے بعد بچہ کی زبان کو کھولکر ذرا
ذرا مسلنا چاہیئے۔ اس سے اُسکے جبڑے ہلنے لگینگے۔ اور وُہ
حرکت کریگا۔ اگر بچہ بالکل مُردہ کی طرح پڑا ہے۔ تو دیکھو کہ
اُس کا دل حرکت کرتا ہے یا نہیں۔ اگر دل متحرک ہے۔ تو
اُمید زندگی کی ہے۔ نتھنوں کو صاف کرو۔ اور اُن میں پھونک
مارو۔ اگر معمولی پھونک سے کچھہ نتیجہ نہ ہو۔ تو چرٹ کا دُہواں
دینا چاہیئے۔ تاکہ اسکے پھیپھڑے میں ہوا بھر جاوے۔ جب
یہ عمل ہو چکے تو اُسکی پسلیوں کی مالش کرنی چاہیئے۔ یہ عمل
متواتر کرنے سے بچہ حرکت کرنے لگتا ہے۔ بعض گھوڑیاں
ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جب بچہ انکے تھنوں کو مُنہ لگاتا ہے۔ تو وہ
اچھلتی ہیں۔ یہ نقص اُن گھوڑیوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ جن
کو بہت چھوٹی عمر میں ملائی کرایا گیا ہے۔ یا بہت دیرینہ گھوڑیوں
کو۔ کہ اُن کا دُودھ کم ہو جاتا ہے۔ اور وہ بوجہ کمزوری یا درد
کے بچہ کو تھنوں کے پاس نہیں آنے دیتیں۔ بچہ کو پکڑ کر گھوڑی
کو چمکاریں۔ تاکہ اُسے چاٹنا شروع کرے۔ اگر چاٹنے لگی۔ تو
یقین ہے۔ کہ دودھ بھی پلائیگی۔ بچہ چونکہ نادان ہوتا ہے اسواسطے

اُسے تھنوں کے پاس لے جانا چاہیے۔ اور تھن اسکے مُنہ میں دینے چاہئیں۔ پھر نیچر خود اُسے اپنا فعل بتا دیگی۔ چونکہ بعض گھوڑیاں اس درجہ شریر ہوتی ہیں۔ کہ بچّہ کو پاس نہیں آنے دیتیں۔ اور پہلے روز کا دُودھ بمنزلہ جلاب ہوتا ہے۔ اسواسطے اگر بچہ کو اپنی ماں کا دودھ نہ ملا۔ تو غلاظت اُسکے معدہ کے اندر رہیگی۔ پس ضروری ہے۔ کہ اگر باوجود کوشش کے گھوڑی اُسے دودھ نہ پلاوے۔ تو ارنڈی کا تیل تھوڑا سا دینا چاہیئے۔ یہ نرم جلاب ہے۔ اُس سے جو غلاظت بچے کے شکم میں ہوگی صاف ہوجائیگی۔ بعض گھوڑیاں کئی دن تک بچّہ کو دودھ نہیں پلاتیں۔ اسواسطے زمیندار اُنہیں مکھن دیا کرتے ہیں۔ یہ نہایت الخیل میں لکھا ہے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ بچّہ مضبوط اور طاقتور ہو تو اُسے مادہ شتر کا دُودھ پلاؤ۔ ؎

اونٹ کا دودھ اُسے مقرر کر　　دیکھ طاقت پھر اسکی اے دلبر
گائے کا دُودھ گر اُسے تو دے　　فربہی اور صفائی ہو اُس سے
چُستی و چابکی جو ہو درکار　　دودھ بکری کا کر مقرر یار

مگر ہماری رائے میں گھوڑی کا اپنا دُودھ سب سے زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ وہ اصلی اور قدرتی غذا ہے۔ چھوٹے کرہ کو بالکل

آزاد رکھنا مناسب ہے۔ اُسے باندھنا جائز نہیں۔ بلکہ وُہ ماں کے ساتھ خوب طور گشت کرتا رہے۔

بانجھ گھوڑیاں

ہمارے ملک میں اس بات کو دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے۔ کہ بہت سی گھوڑیاں جو شکل وصورت اور قدوقامت میں ہر طرح قابل تعریف ہوتی ہیں۔ ان میں مالک کی غفلت یا سستی سے ایک بڑا نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ حاملہ نہیں ہوتیں۔ انکو عقیمہ یا بانجھ کہتے ہیں۔ اسکی کئی وجوہات ہیں۔ اگر گھوڑی بہت فربہ ہو جاوے۔ اور تھان پر بندھی رہے۔ تو بعض اوقات بانجھ ہو جاتی ہے۔ بعض گھوڑیاں زیادہ دیرینہ سال ہو کر حاملہ نہیں ہوتیں۔ بعض ناطاقتی کی وجہ سے تخم نہیں ٹھیرا سکتیں۔ عموماً زیادہ عمر کی گھوڑیاں جن کی جوانی کی عمر سخت محنت میں گذری ہے۔ اور اب ضعیف حالت میں ہیں۔ اور مالک چاہتا ہے۔ کہ ان سے بچہ کشی کرائے۔ تو وہ بھی بانجھ ثابت ہوتی ہیں۔ ایسا ہی بدمزاج گھوڑیاں بھی حمل کے ناقابل ہوتی ہیں۔ پہلے سبب دریافت کرنا چاہیئے۔ پھر اُسکے مطابق چارہ جوئی کرنی

چاہیئے۔ مثلاً جو گہوڑی بوجہ ضعف و ناطاقتی حمل نہیں ٹہیراتی اُسے مقوی غذا دینی چاہیئے۔ جَو یا چنے کا توبرہ روزانہ ملنا چاہیئے جب اعضاء میں قوت پیدا ہوگی۔ تو حمل ٹہیریگا۔ اُمور بالا کے علاوہ اور کئی اندرونی اسباب ہیں جن کی وجہ سے بعض گہوڑیاں عقیمہ ہوجاتی ہیں۔ اُنکے واسطے اس مختصر میں گنجائش کہاں۔ سرکار نے گہوڑیوں کے ہسپتال اب تو ہر بڑے قصبے میں کہولدئے ہیں۔ وہاں جاکر ڈاکٹر سے تمام کیفیت بیان کرنی چاہیئے۔ افسوس ہے۔ کہ ہمارے ہندوستانی بہائی گنواری علاج کو پسند کرتے ہیں۔ اور گہوڑیوں کو داغ پر داغ دیکر ناکارہ کردیتے ہیں۔ مگر سلوتری کے پاس نہیں جاتے۔ ہم نے ویٹرنیری کالج لاہور میں جاکر دیکہا۔ کس خوبی سے وہاں طالب علموں کو تعلیم دیجاتی ہے۔ اور چار سال کی عملی تعلیم کے بعد ویٹرنیری اسسٹنٹ کا تجربہ روزمرہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ گہوڑیوں کی ہر ایک بیماری سے واقف ہوتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہاں اپنی بیمار گہوڑی کا علاج کرائیں۔

بانجھ گہوڑیوں کے متعلق یہ نسخہ مفید ہے۔ آملہ کتیرا

کتھ - حنا - زیرا - پھٹکری - سپاری - زیری ہردو - مائیں ہردو ہلیلہ سیاہ - نصف نصف پاؤ لیکر - اچھی طرح کوٹ کر کپڑے میں چھان لیں - پھر آدھ سیر آرد گندم ملاکر روٹی پکالو - پھر گھی اور شکر ملاکر ملیدہ کرکے کھلائیں - اگر ہفتہ تک یہی غذا دیجاوے - تو انشاء اللہ بانجھ رہنے کا نقص جاتا رہیگا ایک ہفتہ کے بعد گھوڑے سے ملانا چاہیئے - اگر مطلوب یہ ہو - کہ گھوڑے کی خواہش کو زیادہ تیز کیا جاوے - تو گھوڑی کی متالی لیکر گھوڑے کے نتھنوں میں لگائیں - اس سے اُس کی قوت رجولیت زیادہ تیز ہوجائیگی - اور وہ فوراً ابتیاب ہوکر اپنے پاؤں زمین پر مارنے لگے گا - اور گھوڑی کا طلبگار ہوگا

بعض کہتے ہیں - کہ باسی روٹی اور کھانڈ کھلانیسے بھی شہوت زیادہ ہوتی ہے - لیکن اگر مطلوب یہ ہو - کہ گھوڑا بوجہ شہوت کثیر زیادہ شریر ہوگیا ہے - اور بہت تنگ کرتا ہے تو اس کے فوطوں پر ٹھنڈا پانی ڈالا کریں - یا اُسے اختہ کرالیں تو ہمیشہ کے واسطے جھگڑا ختم ہوجائے -

گھوڑے کی عمر دریافت کرنا

اسکے متعلق زیادہ تحریر کرنا غیر ضروری ہے۔ پنجابی میں پہرل دویک۔ چار۔ پنج۔ ملے پنج وغیرہ عجیب وغریب درجے ہیں گھوڑا سال کا ہوتا ہے۔ تو چھ دانت اوپر اور چھ دانت نیچے نکل آتے ہیں۔ دوسرے سال رنگت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور وہ چھوٹے دانت بڑہنے شروع ہوتے ہیں۔ جب گھوڑا ۲½ سال کا ہوتا ہے۔ تو نیچے کے جبڑے کے دو درمیانی دانت جو سب سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ انکے اوپر سے ٹوپیاں گر جاتی ہیں۔ اور نئے دانت نکل آتے ہیں۔ بعد ایک سال کے ان کے ہمراہی اور دو دانت نیچے کے جبڑے سے گرجاتے ہیں۔ اسوقت گھوڑے کو چار بولتے ہیں۔ پانچویں سال بقایا دو دانتوں سے بھی اوپر کے سرے گرجاتے ہیں اب دانت ایک جیسے ہموار ہونے لگتے ہیں۔ اسوقت گھوڑا پنجبالہ بولا جاتا ہے۔ ان دانتوں میں سیاہی موجود ہوتی ہے۔ یہ سیاہی آٹھ سالہ گھوڑے تک رہتی ہے۔ نویں سال سیاہی صاف اڑنے لگتی ہے۔ اسوقت ملے پنج کہتے ہیں۔ اس کے

بعد گھوڑی کی عمر کا دریافت کرنا آسان نہیں ہے۔ البتہ یہہ خاص بات ذہن نشین رہے۔ کہ جوں جوں گھوڑا پُرانا ہوتا جاتا ہے۔ آنکھوں کے اوپر گہرے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ اور بھووں کے بال زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ گھوڑے پر مکھی بہت آتی ہے۔

زیادہ عمر ۳۲ سال گھوڑے کی لکھی گئی ہے۔ مگر ڈیرہ غازیخان میں کئی گھوڑے بہت بوڑھے دیکھے گئے ہیں۔ اگر گھوڑی عقیمہ ہو۔ تو اُس کی زیادہ عمر ہوگی۔ علیٰ ہذا خچر اور آختہ گھوڑا بھی زیادہ دیر تک زندہ رہتا ہے۔ بیس سال تک گھوڑا بخوبی طاقتور رہتا ہے۔ پھر کمزور ہونا شروع ہوتا ہے۔ مگر طاقت و عمر میں پرورش کو زیادہ دخل ہے۔ بعض گھوڑے تیس تیس سال کے دیکھے گئے۔ مگر خاصہ کام دیتے ہیں۔ وجہ صرف عمدہ پرورش ہے۔

بچہ کی حفاظت

ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ کہ بچھیرا ہو یا بچھیری۔ اُسے باندھ کر نہیں رکھنا چاہئے۔ بلکہ وہ آزاد چھوڑ دیا جاوے۔ اگر وہ مٹی یا کیچڑ میں بیٹھ جاوے۔ اور پانی میں نہاوے۔ تو کوئی ہرج نہیں

صرف اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ اسکے سم خراب ہو جاویں بچہ کو چھ ماہ تک بخوبی ماں کا دودھ پلانا چاہیئے۔ پھر اسکے بعد چرنے لگتا ہے۔ اسکے بعد اُسے عمدہ خوراک از قسم گھاس و دانہ وغیرہ دینی مناسب ہے۔ مگر اُسے نازپروردہ نہیں بنانا چاہیئے۔ اور اُسے مالش وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں جس وقت خواہش بچہ کی ہو۔ اپنی خوشی سے پانی پیوے۔ اگر بچہ کا سم آگے سے بڑھ جاوے۔ تو اُسے کم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تاکہ سخت زمین پر چلنے سے اس کا پاؤں زخمی نہ ہو جاوے۔ اگر بروقت اسکی درستی نہ کی گئی۔ تو یہ نقص ہمیشہ کے واسطے رہ جائیگا۔ سلوتری پہلے پہل گھوڑے کے سم اور پنڈلی پر نظر ڈالتے ہیں۔ اسکے بعد دیگر کوائف پر نگاہ کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ بچہ جب لید کرتا ہے۔ تو لید میں کیڑے ہوتے ہیں۔ یا کبھی پیٹ چلنے لگتا ہے۔ یعنی دست جاری ہو جاتے ہیں۔ یا کبھی قبض ہو جاتی ہے۔ ان سب امور کی بابت زمینداروں کو تھوڑا بہت تجربہ ہے۔ اگر ضرورت پڑے۔ تو سلوتری کو دکھانا چاہیئے۔ دانہ میں نمک ملاکر بچہ کو دینا چاہیئے۔ وٹرنیری سرجنوں نے نمک کے بارہ میں اسقدر تاکید لکھی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں

ہر روز تہوڑا سا نمک بچھیرے کو ملنا چاہیئے۔ یہی کیفیت دیگر مویشیوں کی ہے۔ ہم ملتان میں روزمرہ دیکھتے ہیں۔ کہ بیل (سانڈ) عموماً بازاروں میں پہرتے رہتے ہیں۔ اور کس شوق سے نمک کے ڈلے کو چاٹتے ہیں۔ جو بعض عقیدت مند اہل ہنود بازاروں میں انکے واسطے رکہہ چہوڑتے ہیں۔

اگر بچھیروں کی نہایت محنت اور احتیاط سے پرورش کی جائیگی۔ تو انشاءاللہ وُہ مالک کی محنت اور پرورش کا پورا حق ادا کرینگے۔ بچھیرے بیسمجہ ہوتے ہیں۔ اور وہ دوسری گہوڑی کو اپنی ماں سمجہکر بلاخوف چلے جاتے ہیں۔ کئی دفعہ دیکھا گیا۔ کہ بعض شریر گہوڑیوں نے بچھیروں کو لات مار کر مضروب کردیا۔ اسواسطے مالک کو اس امر کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ بچھیرا کسی اور گہوڑی کے پاس نہ جائے۔

بچھیرا نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ اور خواہ مخواہ پیار کرنے اور پرورش کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اسکی پرورش کے متعلق ہم یہ کہینگے۔ کہ جس طرح زمیندار اپنے بچہ کی پرورش کرتے ہیں اسی طرح بچھیروں کی پرورش کریں۔

بعد پیدائیش عرصہ ایک سال تک تو بچہ کو ضرور کہلا رہنا

چاہیئے۔ بعد ازاں اگر اُسکو باندہنا پڑے۔ تو ایک موٹی لکڑی
جو نو دس فٹ لمبی ہو۔ زمین میں گاڑ کر اوس میں ایک لوہے
کا کڑا ڈالدیں۔ اور بچھیرے کے گردن میں ایک پٹہ بمعہ بھور کلی
ڈال کر ایک سرا رسی کا اوس پٹہ سے باندہکر رسی کا دوسرا سرا
اوس کڑے میں ڈالدیں۔ تاکہ وہ بچھیرا دس بارہ قدم چار طرف
سے بخوبی چل پھر سکے۔ اگر لیٹنا چاہے۔ تو بھی اوسکو کوئی رکاوٹ
یا تنگی نہ ہو۔

گرمیوں میں دن کے وقت اور سردیوں میں رات کے وقت
جب اوسکو چھت کے نیچے رکھنے کی ضرورت پڑے۔ تو اوس کو
باندھنا نہ چاہیئے۔ اور دروازہ میں ڈنڈے لکڑی کے اوپر نیچے
لگا دینے چاہئیں۔ تاکہ وہ باہر نہ نکل سکے۔ سرکاری اصطبل جو
سانڈ گھوڑوں کے واسطے ہیں۔ اوس سے بہتر نمونہ کہیں نہیں ہے
غرض کہ جسقدر آزادی اُسکو چلنے پھرنے میں ملتی رہیگی اُسی
قدر اوسکی ٹانگیں مضبوط ہونگی۔ اور قدرتی نشو ونما حاصل کرکے
پسندیدہ خلائق ہوگا۔

برخلاف اسکے اگاڑی پچھاڑی لگا کر باندہنا اسکے واسطے
سخت ناقص طریقہ ہے۔ جس سے اس کی ٹانگیں بباعث آزادی

نہ ملنے کے ٹیڑھی اور بدنما ہوجاتی ہیں۔اور یہی ایک وجہ ہے کہ تقسیم انعامات کے میلوں پر ممبران سرکاری اکثر بچوں کو ناقابل انعام تصور کرکے خارج کر دیتے ہیں۔جو مالکان کیواسطے باعث مایوسی وندامت ہوتا ہے۔ لیکن یہ اون کا اپنا ہی قصور ہے۔جن کا خمیازہ اونکو اوٹھانا پڑتا ہے۔ اور فروخت میں کم قیمت ملنے کی بھی یہی وجہ ہے۔

اصطبل کو صاف رکھنا ایک بڑا اہم اور ضروری امر ہے جسکی طرف زمینداران کم وبیش توجہ کرتے ہیں۔ پیشاب اور لید کے جمع ہوجانیکی وجہ سے گھوڑوںنکے سموں میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اور میلی جگہ پر لیٹنے یا بیٹھنے سے بدن پر خارش کا پیدا ہوجانا بعید ازقیاس نہیں۔ لازمی ہے کہ اصطبل کو اس قسم کا صاف اور خشک رکھا جاوے۔ گویا کہ وہ انسانوں کی رہنے کی جگہ ہے۔

تجارت و فوائد

جن لوگوں کو گھوڑوں کی تجارت کا تجربہ ہے۔ وہ لوگ خوب سمجھتے ہیں۔کہ اس تجارت میں کس قدر منافع ہے۔جب کوئی

شخص کوئی چیز بناتا ہے۔ یا کوئی جانور پالتا ہے۔ تو اسکے عموماً دو مدعا ہوتے ہیں۔ یا تو وہ چیز اپنے استعمال اور کام کیواسطے ہوتی ہے۔ یا تجارت کے واسطے۔ گھوڑے گھوڑیوں کا پالنا دونو طرح مفید ہے۔ اگر گھوڑا آپ کے پاس موجود ہے۔ تو آپ کو بہت سے کرایہ کی زیرباری نہ ہوگی۔ دنیا میں انسان کے تعلقات سینکڑوں ہیں۔ اگر وہ زمیندار ہے۔ تو اسے روزمرہ اپنے مختلف کھیتوں پر جانا پڑتا ہے۔ اگر کوئی ساہوکار ہے۔ تو اُسے اپنی کاروبار کے واسطے کئی شہروں کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ جہاں ریل نہیں وہاں سفر کے واسطے گھوڑے سے بہتر رفیق نہیں ملسکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی امیر یا رئیس ہے۔ تو اسکی ذاتی ضروریات اسقدر ہیں۔ کہ اُسے ایک چہوڑ کئی گھوڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تو ذاتی ضروریات ہوئیں۔ اب پبلک اور گورنمنٹ کی ضروریات کو دیکھو ہر شہر میں سینکڑوں گھوڑے گاڑیاں ہیں۔ ان میں یکے۔ ٹم ٹم بمبو کارٹ۔ لینڈو۔ فٹن وغیرہ شامل ہیں۔ اسواسطے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ اس تجارت کو جسقدر اعلے پیمانہ پر کیا جاوے کوئی ہرج نہیں۔ گورنمنٹ کو رسالہ وغیرہ کے واسطے ہمیشہ گھوڑوں چھیروں وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنی ذاتی

ضروریات سے قطع نظر صرف پبلک کے واسطے گھوڑے پالتا ہے
تو اُسے اپنی محنت اور اس پر منفعت تجارت کا پورا پورا منافع
حاصل ہوگا۔ اسواسطے اس تجارت مین خاص شوق لینا چاہیے
مگر ہم عام زمینداروں کو یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ دو گھوڑیاں ضرور
پالیں۔ ایک گھوڑی تو اُنکی اپنی ذاتی ضروریات کے واسطے
ہو۔ اور دوسری تجارت کے واسطے۔ اس سے انکو نہ تو کوئی تکلیف
ہوگی۔ کیونکہ ایک معمولی سے معمولی زمیندار یا کاشتکار دو گھوڑیاں
آسانی سے پرورش کر سکتا ہے۔ لائل پور کی نو آبادی میں ہم
نے دیکھا ہے۔ کہ نو آبادکاروں نے دو دو گھوڑیاں یا ایک ایک
گھوڑی ضرور پال رکھی ہے۔ اور اُن سے گفتگو کرنے پر ہمکو معلوم
ہوا ہے۔ کہ وہ ہر سال تین چار سو روپیہ صرف اس تجارت سے نفع حاصل
کرتے ہیں۔ ہر زمیندار کی ضروریات مختلف ہیں۔ یہ ضروری نہیں
کہ ایک بڑا زمیندار بھی صرف ایک یا دو گھوڑیاں رکھے۔ بعض رئیسوں
کے ہاں اصطبل میں کئی درجن گھوڑیاں موجود ہوتی ہیں۔ مگر وہ فروخت
کم کرتے ہیں۔ کیونکہ اپنی ضروریات بہت ہیں۔ لیکن کاشتکار اور
زمیندار کو اپنی ذاتی ضروریات کے واسطے صرف ایک گھوڑی ہی
کافی ہے۔ باقی وہ صرف تجارت کیواسطے پالے۔ جس سے اُس کو

علاوہ زمینداری کے ایک کثیر منافع حاصل ہوگا۔ اور ساتھ ہی اُسکے وُہ عمدہ گھوڑیوں کی موجودگی سے ایک مالدار کاشتکار سمجھا جائے گا۔ اور گاؤں میں اُسکی ساکھہ قائم رہیگی۔ جن لوگوں کو گھوڑیاں پالنے کا شوق ہے۔ وُہ بغیر گھوڑی کے ایک دن بھی گذارہ نہیں کرسکتے۔ گاؤں میں میراسی اور ڈوم بھی گھوڑیاں پالکر بہت فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ گدا گر فقیر گھوڑیاں پالتے ہیں اور گھوڑی پر سوار ہوکر کھیتوں سے فصل کی کٹائی کے موسم میں خیرات مانگتے پھرتے ہیں۔ اور گھوڑی کی مدد سے ہر روز بہت سا غلہ وغیرہ لاتے ہیں۔ غرضیکہ گھوڑی فقیر و امیر سب کے واسطے ایک نعمت ہے۔ اور اس سے بہت آرام رہتا ہے۔

گھوڑے کے خواص

گھوڑے کی وفاداری زبان زد خلائق ہے۔ کتابوں میں اسکے واقعات درج ہیں۔ کہ کس طرح اس وفادار نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ مگر سوار پر آنچ نہ آنے دی۔ اسکی سمجھہ اتنی تیز ہوتی ہے۔ کہ جس راستہ سے ایکدفعہ جائے کبھی نہیں بھولتا۔ جن لوگوں کو دریاؤں اور دلدلی علاقوں میں سفر کرنا پڑتا ہے۔

اُن کا بیان ہے۔ کہ گھوڑے کی تعریف جسقدر کیجائے۔ کم ہے۔ جب
کسی دلدلی جگہ پر آتا ہے۔ تو پہلے سونگھتا ہے۔ کہ آیا زمین نرم
ہے۔ یا کیسی۔ اگر وہاں دلدل ہو۔ تو ہرگز نہ جائیگا۔ ہاں اُسے
سوار مجبور کرے۔ تو شاید جائیگا۔ ہندوستان میں بعض گھوڑوں
کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ستارہ۔ پدم۔ ٹیل۔ عقرب۔ مگر ہماری
رائے میں یہ سب باتیں وہم ہیں۔ واضح ہو کہ گھوڑا ایک لطیف
مزاج جانور ہے۔ ذرا سی بے اعتدالی سے بھی اسے نقصان پہنچتا
ہے۔ جب لمبی سواری سے آنا چاہیئے۔ تو اسے فوراً پانی نہ پلانا
چاہیئے۔ بلکہ کچھ دیر تک اسے پھرانا چاہیئے۔ جب پسینہ اُتر جاوے
اُسوقت پانی پلانا چاہیئے۔ خشک بھوسہ کھلانے کے بعد سبز گھاس
یا سبز گھاس کھلاتے کھلاتے خشک بھوسہ دینا بھی اکثر مضر پڑتا
ہے۔ دانہ دیکر پانی پلانا منع ہے۔ مصالحہ و نہاری سے گھوڑا
پھر تازہ دم ہوجاتا ہے۔ گھوڑے سے زیادہ محنت لینی ظلم ہے۔
گورنمنٹ نے اسکے واسطے علحدہ ایکٹ پاس کیا ہے۔ کہ کوچوان
جانوروں پر ظلم نہ کرنے پائیں۔ مگر یہ جاہل لوگ باوجودیکہ جرمانہ
ادا کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی چار چار پانچ پانچ چھ چھ سواریاں بٹھاتے
ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ چند روز بعد گھوڑا از کار رفتہ ہوجاتا ہے

پھر اُن بیوقوفوں کو اپنی لالچ کا نتیجہ ملتا ہے۔ اسکی وجہ یہ بھی ہے
کہ عموماً کوچوان ملازم ہوتے ہیں۔ اور گھوڑے اُن کی اپنی ملکیت
نہیں ہوتے۔ اسواسطے انہیں کسی قسم کی ہمدردی نہیں ہوتی
جو لوگ اپنی گاڑیاں کرایہ کے واسطے چلاتے ہیں۔ انکو واضح ہو
کہ کبھی ایسے کوچبین کو ملازم نہ رکھیں۔ جو انکے گھوڑے پر ظلم کریں
عموماً کوچوان جاہل ہوتے ہیں۔ اسواسطے انکو اپنے نفع نقصان
کی تمیز نہیں ہوتی۔

بعض گھوڑے گھوڑیوں میں ایک نقص ہوتا ہے۔ جسے
ملتانی میں چمک یعنی ڈر کہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا عیب ہے چھوٹی
عمر کے گھوڑے گھوڑیاں راستہ چلنے میں جب کسی چیز سے ڈر
جاتے ہیں۔ تو ناواقف سوار جھٹ دوسری طرف موڑ دیتے
ہیں۔ یہ امر بُرا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ گھوڑا یا گھوڑی ہمیشہ کیواسطے
اس چیز سے خائف رہتا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ قمچی لگا کر اُسی چیز
کے پاس سے گذارنا چاہیئے۔ تاکہ خوف جاتا رہے۔ گھوڑا بندوق
سے ابتدا میں ڈرتا ہے۔ لیکن جب سوار متواتر طور پر اس کے
پاس بندوق چلائے۔ تو پھر بیخوف رہتا ہے۔ پہلے جنگ کے
میدان میں ہاتھیوں سے بہت کام لیا جاتا تھا۔ جب سے توپ

بندوق نے میدان جنگ میں نیزہ وتلوار کی جگہ لی ہے اس وقت سے ہاتھیوں کی وُہ امداد تقریبًا لغی ہو چکی ہے۔ مگر اب بھی جو ہاتی۔ توپیں کھینچتے ہیں۔ یا کسی بڑے جلوس میں انکو لے جانا ہوتا ہے۔ جہاں آتشبازی وغیرہ کا نظارہ ہوتا ہے تو ایسے ہاتھیوں کو بہت عرصہ پہلے سدہایا جاتا ہے۔ تاکہ باروت کی آواز سے وُہ خوف زدہ نہ ہو۔ یہی کیفیت گھوڑے کی ہے۔ اگر گھوڑیوں کو پہلے نہ سدہایا گیا ہو۔ تو انکو شکار پر ساتھ لیجانا مناسب نہیں ہے۔

گھوڑیکی چال درست کرنا

جس طرح گائے اور بھینس کی قدر وقیمت اسکے دودھ پر ہوتی ہے گھوڑے گھوڑیوں کی قدر اُنکی چال پر ہے۔ اگر ایک گھوڑی نہایت خوبصورت ہے۔ دراز قد ہے۔ ہر قسم کی خوبیاں ظاہری اس میں موجود ہیں۔ مگر اُسکی چال ٹھیک نہیں ہے۔ تو وہ گھوڑی کس مصرف کی ہے۔ اسواسطے بہتر ہے۔ کہ جب اسپ اس عمر کا ہو کہ اُسپر زین رکھی جاوے۔ تو کسی ہوشیار چابک سوار کو دینی چاہیئے۔ تاکہ وُہ روزمرہ اُسپر دو گھنٹے سوار ہوکر اس کی

چال درست کرے۔ پہلے زمانہ میں ہر شہر اور قصبہ بلکہ گاؤں گاؤں میں چابک سوار موجود ہوتے تھے۔ اور امیروں اور رئیسوں کے پاس تو معقول مشاہرہ پر ملازم ہوا کرتے تھے۔ مگر اب لوگوں کو اس طرف شوق نہیں رہا۔ اور نہ وُہ قدردانی رہ گئی ہے۔ کیونکہ۔ ریل موٹر کار بائسکل فٹن یکّا اور ٹم ٹم وغیرہ نے بڑے بڑے رئیسوں کو بھی گھوڑے کی سواری سے مستغنی کر دیا ہے۔ اب اُنکو چار قدم پر جانا ہوتا ہے۔ تو فٹن تیار ہے۔ لیکن ہم زمینداروںکو مشورہ دیتے ہیں کہ وُہ ضرور اپنی گھوڑی کو چند روز چابک سوار کے حوالہ کریں۔ اگر گھوڑے کی چال درست ہے۔ تو اسکی قیمت معقول پڑتی ہے۔ اگر اسکی چال درست نہیں ہے۔ تو کوئی شوقین اُسے خرید کرنا پسند نہ کریگا۔ کیونکہ گھوڑے کا اصلی جوہر اُسکی چال ہے۔ گاؤں میں یہ دستور ہے کہ ایک شخص کی گھوڑی ہوتی ہے۔ تو اُسے بہت سے لوگ اپنی ضروریات کیخاطر مانگ لیجاتے ہیں۔ کسی کی تحصیل میں پیشی ہوتی ہے۔ تو وہ بھی گھوڑی مانگ لیجاتا ہے۔ کسی نے ضلع کی کچہری میں گواہی پر جانا ہے۔ تو وُہ بھی سوال کرتا ہے۔ مگر جو لوگ گھوڑے کی سواری کے شایق ہیں وہ کبھی اپنی گھوڑی دوسرے کو نہیں

دیتے۔ جب تک انکو پورا یقین نہ ہو۔ کہ عاریۃً لینے والا اچھا سوار ہے۔ جب کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ تو گھوڑا فوراً سمجھ لیتا ہے۔ کہ میرا سوار کیسا ہے۔ اور وہ معمولی رفتار سے چلتا ہے گھوڑے عجیب وغریب کام کر سکتے ہیں۔ سرکس میں گھوڑے اس خوبی سے گھومتے ہیں۔ کہ دیکھکر حیرت آتی ہے۔ اور آواز پر فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بگل کی آواز پر گھوڑے آگے پیچھے دائیں بائیں برابر حرکت کرتے ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی سوار جنگ میں زخمی ہو کر گر پڑے۔ تو خالی گھوڑے اس کی جگہ برابر کام دیتے ہیں۔ یہ بھی بعض کتب میں دیکھا گیا ہے۔ کہ گھوڑے کو اپنے سوار کے مرنے کی خبر پندرہ یوم پہلے ہو جاتی ہے۔ اور وُہ مغموم رہتا ہے مگر اس بارہ میں ہم کچھ نہیں کہ سکتے۔ کہ اس میں کہاں تک راستی ہے لیکن اگر یہ بات صحیح ہو۔ تو تعجب کی بات نہیں ہے۔ واضح ہو کہ گھوڑے کو نعل لگانا بھی ضروریات سے ہے۔ اس سے بچاؤ رہتا ہے ٹھوکر نہیں لگتی۔ اور گھوڑے کو بہت آرام رہتا ہے۔

ہمارے ملک میں خصوصاً پنجاب اور سندھ کے علاقوں میں یہ رواج ہے۔ کہ گھوڑوں کو اکثر راہ چلانا سکھلایا جاتا ہے جسکو انگریزی میں امبلنگ کہتے ہیں۔ اور عام لوگ اسکو بہت پسند

کرتے ہیں۔ اس میں کچھہ شک نہیں۔ کہ سوار کو اس چال سے تکلیف بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ اور دور دراز سفر میں تکان بہی بہت کم ہوتا ہے۔ مگر اوسیقدر گہوڑے کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اور اُس کی ٹانگیں نہایت ہی کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور بہت عرصے تک کام دینے کے قابل نہیں رہتا۔ برخلاف اسکے اہل یورپ اس چال آموزی کو سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکہتے ہیں۔ اون کا اصول ہے۔ کہ گہوڑے کو اپنی اصلی چال پر رکہا جاوے۔ قدم دُلکی۔ پوزہ یہ گہوڑے کی اصلی چالیں ہیں۔ اس کا کافی ثبوت یہ ہے۔ کہ گہوڑے کے گلے سے رستا نکال کر بہگا دیا جاوے۔ تو اوسوقت وہ اپنی چال چلے گا۔ سوا اِنکے کوئی اور چال نہ چلے گا۔ اپنی اصلی چالونپر گہوڑوں کو رکھنے سے اونکی طاقت بحال رہتی ہے۔ اور تکان بہی اونکو کم معلوم ہوتا ہے۔

فی زمانہ تجارت کے لحاظ سے ہماری دیسی چال آموزی جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ سخت نقصان دہ ہے۔ کیونکہ گہوڑوں کے تجار جو اکثر اہل یورپ کے استعمال کیواسطے گہوڑے خرید کرتے ہیں۔ اس چال کے گہوڑوں کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ

جو چال کہ گھوڑے کو بچپن سے سکھلائی جاتی ہے۔ وہ اُس کو بہت ہی کم بھولتا ہے۔

عام بیماریوں کا علاج

یوں تو انسانوں کی طرح گھوڑوں کی بھی ہزارہا بیماریاں ہیں۔ جنکے علاج کے لئے سرکار نے ہسپتال حیوانات کھولے ہوئے ہیں۔ اور زمینداران سے کسی قسم کی فیس اور قیمت دوائی کی نہیں لیجاتی۔ مگر یہ دوچار عام بیماریوں کے مجرب علاج محض اسلئے درج کئے گئے ہیں۔ کہ جہاں پر سلوتری میسر نہ ہوسکے یا ہسپتال بہت دور ہو یا گھوڑا وہاں نہ پہنچ سکتا ہو۔ تو ان نسخہ جات سے فائدہ اُٹھا لیا جاوے۔

گھوڑے کی بیماریوں کا مختلف کتب میں تذکرہ ہے اس واسطے ہم اس پر مفصل بحث نہیں کرنا چاہتے۔ صرف وہ نسخے تحریر کرتے ہیں۔ جو ہمارے مجرب ہیں۔

نسخہ سرگیر

قلمی شورہ	نوشادر	کافور	قند سیاہ	آرد آلسی
یکپاؤ	یکپاؤ	لہ	ثار	یکثار

ان سب ادویات کو پیس لیا جاوے۔ اور پانی ملاکر گوندھ لیا

جاوے۔ اور گولیاں بنالی جاویں۔ ہر ایک گولی ایک چھٹانک کی ہو۔ اگر کھانسی کا زور ہو۔ تو ملٹھی بھی ملا دینی چاہیئے۔ خوراک ایک گولی صبح۔ ایک گولی شام۔ مگر دوا نہ دینے سے پہلے دیجاوے۔

بھوک تیز کرنا

اگر گھوڑیکی بھوک تیز کرنی مطلوب ہو۔ تو رائی ۲ تولہ نمک ایکتولہ میں ملا کر صبح کو کھلانا چاہیئے۔

دیگر۔ بھانگ کو رگڑ کر ذرا سی پنڈی باندھکے کھلاویں مگر گھوڑے کی عادت نہیں بنانی چاہیئے۔

علاج سرگیر

مرغی ذبح کرکے اُس کی چھٹی صاف کرکے اُسکے اندر والی زردی کھلانی چاہیئے۔ فوراً آرام ہوگا۔

سرسام

ہمارا ذاتی تجربہ یہ ہے۔ کہ فوراً بذریعہ نشتر یا چاقو کے تالو

میں سے خون نکالدیا جاوے بجرد خون نکلنے کے آرام ہو جاتا ہے۔

پیٹ میں درد

پوست درخت پیپل تازہ ایک پاؤ۔ دو سیر پانی میں جوش دیکر جسوقت ایک سیر پانی باقی رہے۔ اوسکو چھان کر بذریعہ بانس کے نلکے کے یا بوتل کے پلا دیویں۔ یہ اسوقت دینا چاہئے جبکہ لید اور پیشاب دونو بند ہوں۔ اگر لید اور پیشاب بند نہ ہوں۔ صرف درد ہو۔ اور گھوڑا جلد جلد اوٹھنا بیٹھنا شروع کرے۔ تو اس نسخے مذکورہ بالا میں سوڈا اسفید ایک چھٹانک بدستور جوش دیکر دینا چاہئے۔

خارش

گرمیوں میں خارش نکل آنے کی وجہ محض میلاپن ہے۔ خارش والے گھوڑوں کو ہر روز صابون سے نہلانا چاہئے اور فنایل پانی میں ملاکر اوپر سے مل دیا جاوے۔ اور گندہک کو گھی میں جلاکر مقام خارش پر مالش کیجاوے۔

اور دھوپ میں کھڑا کیا جاوے بعد دو تین گھنٹے کے اوس کو نہلا دیویں۔ (**خونی پیشاب**) جو گھوڑا کہ خون کا پیشاب کرے۔ عصیرہ حوزد اور شہد اور بلادر پانچ پانچ مثقال پانی پر پیس کر دیں تو فوراً اچھا ہو جاوے (**خونی لید**) جو گھوڑا خون کی لید کرے۔ ہلیلہ اور اصل السوس اور برمانک اور دیودار اور اسگند ناگوری ہر ایک ایک مثقال پیس کر پانی میں دیویں۔

اسہال شکم۔ برگ کتان برگ نیب اور شگوفہ درخت انار۔ سب ادویہ پانچ پانچ مثقال پیس کر دیویں۔

ضیق النفس۔ علامت اوس کی یہہ ہے۔ کہ دم زیادہ لے اور سانس مشکل سے آوے اور بیقرار و بے ہوش ہو۔ اور آنکھیں سرخ اور بدن گرم ہو۔ اور پسینہ بہت نکلے اور جب سانس باہر آوے۔ تہیگاہ خالی ہو۔ اور جب سانس نیچے جاوے بدستور ہو جاوے۔ یہ مرض جب زیادہ ہو جاوے گا۔ تو علاج مشکل ہوگا۔ اوس کا علاج یہہ ہے۔ کہ ہلیلہ بلیلہ آملہ ہر ایک چھہ درم کوٹ چھان کر شکر اور چاول ھر ایک پاؤ سیر ملا کر کھلادیں۔

بندش پیشاب۔ علامت اوسکی یہہ ہے۔ کہ پاؤں باہم ملاکر قضیب کو متواتر باہر نکالے اور پھر غلاف میں کر لے۔

اور نہایت بیقرار ہو۔ (علاج) اوس کا یہہ ہے کہ اطراف قضیب میں بلکہ تمام پیٹ میں روغن گُنجد ملیں۔ اور سرگین گاؤ سے سینکیں۔ اور برگ ارنڈ تخم جرجیا الاچی گوکھرو ہر ایک چھ درم کوٹ چھان کر شراب قندی میں ملاویں اور گولی بناکر کھلاویں۔ اور شراب قندی پلاویں۔ اگر شراب نہ ہو۔ تو دو سیر کھٹے دہی کا پانی پلاویں۔

کھانسی۔ اگر کھانسی باد سے ہو تو علامت اوس کی یہہ ہے۔ کہ ناک سے پانی مثل کف دریا کے جاری ہو۔ علاج اوس کا یہہ ہے۔ دستول دہ سیر ایک من دس سیر پانی میں جوش دیں جب پانی ۱۲ سیر باقی رہے زنجبیل ایک سیر کوٹ چھان کر چار سیر روغن شیر گوسفند پانی میں ملاکر جوش دیں جب چار سیر پانی رہے۔ تو علی الصباح گھوڑے کو کھلاویں

علاج آماس۔ اگر گھوڑے کے سینے میں آماس ہو۔ تو علامت اوس کی یہہ ہے۔ کہ سینہ سخت اور چلنے سے مجبور ہو جاتا ہے۔ علاج اوس کا بہت جلد کرنا چاہیئے۔ سر اور گردن اور سینے میں روغن گنجد ملیں۔ اور ماش بہت کھلاویں اور اگر بدہضمی سے سینہ سنگین ہو۔ تو علامت اوس کی یہہ ہے کہ کھانسی بہت آوے۔ علاج اوس کا یہہ ہے۔ کہ سینے میں روغن گنجد ملیں۔ اور سرگین گاؤ۔ اور برگ ارنڈ سے سینکیں۔ اور رگ سینے کی فصد لیں۔ اور تین روز تک دلیدہ نہ دیں۔ اور اگر فائدہ نہو تو ہر روز پاؤ سیر روغن گنجد اور ۹ درم لہسن ایک سیر قند باہم ملاکر کھلاوین۔

خاتمہ

ہم اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ پھر ایک دفعہ معزز ناظرین کو گھوڑے کی رفاقت اور وفاداری کا کچھ حال سنائیں۔ گھوڑا ایسا وفادار جانور ہے۔ کہ کئی دفعہ مالک کی جان فقط اس بے زبان کی امداد سے بچی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں ہم ایک حکایت درج کرنا چاہتے ہیں۔ اُمید ہے کہ معزز ناظرین اسے دلچسپی سے ملاحظہ فرمائینگے۔

حکایت۔ مخفی نہ رہے۔ کہ عرب کے گھوڑے خوبصورتی میں مشہور ہیں۔ اور اہل عرب عموماً خانہ بدوش ہیں۔ بڑی محبت سے گھوڑوں کو پالتے ہیں۔ اُن لوگوں کا دستور ہے۔ کہ جہاں کسی چشمہ پر پہنچے وہاں اُتر پڑتے ہیں۔ اپنا خیمہ لگا دیتے ہیں چشمہ پر چند کھجور کے درخت ہوتے ہیں۔ جو اِن کی خوراک ہے۔ اپنے گھوڑوں کو بھی خیمے میں رکھتے ہیں۔ اور انکی پرورش کرتے ہیں۔ ایک اعرابی نے اپنے گھوڑے کی نہایت عمدہ طور پر پرورش کی تھی اور اسے جان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ اسکے دشمن اُس پر حملہ آور ہوئے۔ اور اُس عرب کو گھوڑے سمیت پکڑ کر لے گئے۔ گھوڑے کو علیحدہ باندھا گیا۔ اور غریب عرب کو مُنہ کے بل اوندھا

ڈال کر اسکی مشکیں باندھ لیں۔ تاکہ وُہ کسی طرح بھاگ نہ سکے۔ وفادار گھوڑا اپنے مالک کی اُس مصیبت کو دیکھکر جی میں سخت ناخوش تہا۔ اُس نے غم والم میں نہ گھاس کہایا۔ اور نہ دانہ نہایت سخت بیچین تھا۔ اور دل میں کہتا تھا۔ کہ میرا وُہ آقا جو مجھے اُس قدر محبت کرتا تہا۔ جو مجھے نہایت شوق سے پالتا تھا۔ کبھی سبز گھاس کھلاتا تھا۔ اور کبھی اپنے دامن میں دانہ کہلاتا تھا افسوس کہ آج وہ مصیبت میں گرفتار ہے۔ نہ اُس کا مونس ہے۔ نہ غمخوار ہے۔ مُنہ کے بل اوندھا پڑا ہے ہاتھ اسکے پشت پر مضبوط بندہے پڑے ہیں۔ اسکے قبیلے کے لوگ اُس سے کوسوں دور ہیں۔ یہ خیالات تھے۔ جو گھوڑے کے دل میں موجزن تھے۔ اور اس وفادار کو دانہ اور گھاس حرام ہوگیا تہا۔ اتنے میں دِن غروب ہوگیا۔ اور شامِ غریباں نے اپنی سیاہ چادر صفحۂ دنیا پر ڈالی۔ غریب عرب کی حالت ناگفتہ بہ تہی۔ اپنے خیمہ سے دُور تہا۔ اہل قبیلہ اُسکی مدد نہ کرسکتے تھے۔ اسوقت اُس کا ذات باری کے سوا کوئی آسرا نہ تہا۔ اُسی بیکسی کے عالم میں پڑا ہوُا اپنی مصیبت کو دیکھہ رہا تہا۔ دشمن اُسکے بھوکے پیاسے تھے۔ اُن سے کسی ہمدردی کی اُمید محال تہی۔ اتنے میں

آدہی رات سے زیادہ وقت گذر گیا۔ کہ وفادار گہوڑا اپنے دانتوں سے اُس رسی کو کاٹنے لگا۔ جس سے بندہا تہا۔ نصف گھنٹہ اُسے اِس کوشش میں لگا۔ جب وہ اپنے تئیں آزاد کرچکا۔ تو دبے پاؤں مالک کے پاس آیا۔ اور اسکے کمربند کو دانتوں سے مضبوط پکڑ کر ہوا ہو گیا۔ وہاں سے کئی کوس کے فاصلہ پر اُسکے قبیلے کے لوگ موجود تہے۔ جنہوں نے بیکس عربی جوان کی مشکیں کہولیں۔ اُسوقت گہوڑے کی خوشی کا اندازہ نہ تہا۔ عرب اپنے تئیں دوستوں میں دیکہہ کر خوش ہوا۔ اور گہوڑے پر سوار ہوکر اپنے خیمہ میں آیا جب دن نکلا۔ تو اُس کے دشمنوں کو پتہ لگا۔ کہ شکار ہاتھ سے چلا گیا۔ اہل عرب سراغ رساں کامل ہوتے ہیں۔ جس جگہ پر وہ عرب اوندہا پڑا تہا۔ وہاں نشان کو دیکہا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ گہوڑا ہی اپنے مالک کو اڑا کر لے گیا ہے۔

اب معزز ناظرین ہی اندازہ لگائیں۔ کہ گہوڑے نے اپنے سوار کی کس طرح جان بچائی۔ یہ ہے گہوڑے کی وفاداری کی ایک ادنے مثال۔ رستم کا رخش اور اسفندیار کا گہوڑا بہت مشہور ہیں۔ پس جملہ

زمینداروں پر یہ بات لازمی ہے۔ کہ وہ اسپ کی
پرورش میں پورا شوق لیں۔ فقط

عبدالقادرخاں بادوزئی
ملتان شہر مورخہ یکم فروری ۱۹۱۳ء

اطلاع

کتب ذیل مولفہ مولف کتاب ہذا پتہ مندرجہ ذیل سے مل سکتی ہیں۔

نخلستان حصہ اوّل ۸ر نخلستان حصہ دوم ۴ر
زراعت ہند ۸ر - آم ۱۰ر
نسل کشی اسپاں - مفت

ملنے کا پتہ { مولوی محمد خیر الدین صابر مالک کتبخانہ صابر ملتانی شہر ملتان بوہڑ دروازہ